5 مئی 2007ء

پریس کانفرنس

معزز صحافی حضرات!

اسلام علیکم!

سب سے پہلے تو ہم اس اہم پریس کانفرنس میں تشریف لانے پر آپ کے انتہائی شکر گزار ہیں۔ آج کی اس پریس کانفرنس کا مقصد آپ اور آپ کے توسط سے ملک بھر کے عوام کو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کیخلاف دائر صدارتی ریفرنس اور اس کے حوالے سے سیاسی و مذہبی جماعتوں اور بعض وکلاء تنظیموں کی جانب سے ملک بھر میں کئے جانے والے احتجاج سے پیدا ہونے والی صورتحال کے بارے میں اپنا مؤقف پیش کرنا ہے اور اس سازش سے آگاہ کرنا ہے جو اس وقت احتجاج کی آڑ میں کی جارہی ہے۔

ملک کے آئین کے آرٹیکل 209 کے تحت صدر کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ سپریم کورٹ کے جج یا چیف جسٹس کے بارے میں موصولہ شکایات کی بنیاد پر سپریم جوڈیشل کونسل کو ریفرنس بھیج سکتا ہے۔ چنانچہ صدر مملکت پرویز مشرف کی جانب سے چیف جسٹس سپریم کورٹ جسٹس افتخار محمد چوہدری کیخلاف سپریم جوڈیشل کونسل میں جو ریفرنس بھیجا گیا ہے وہ اسی آئینی اختیار کے تحت بھیجا گیا ہے۔ سپریم جوڈیشل کونسل ملک کا ایک خودمختار اور اعلیٰ ترین آئینی ادارہ ہے جسے سپریم کورٹ اور ہائیکورٹس کے چیف جسٹس صاحبان سمیت تمام ججوں کیخلاف پیش کردہ ریفرنس کی سماعت کا آئینی اختیار حاصل ہے۔ جسٹس افتخار محمد چوہدری کے خلاف صدارتی ریفرنس ایک آئینی و قانونی معاملہ ہے، اب یہ ریفرنس سپریم جوڈیشل کونسل میں زیر سماعت ہے۔ عدلیہ اور آئین و قانون کے احترام کا تقاضہ تو یہ تھا کہ صدارتی ریفرنس پر سپریم جوڈیشل کونسل کی سماعت عدالتی انداز میں ہی ہونے دی جاتی اور ریفرنس کے بارے میں ملک کے معزز اور اعلیٰ ترین جج صاحبان پر مشتمل سپریم جوڈیشل کونسل کے فیصلے کا انتظار کیا جاتا لیکن ہمیں انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ صدارتی ریفرنس کے اس سراسر آئینی و قانونی معاملے کو حکومت مخالف سیاسی و مذہبی جماعتوں اور بعض وکلاء تنظیموں نے ایک سیاسی مسئلہ بنادیا ہے اور پورے ملک کو ایک بحرانی کیفیت میں مبتلا کرکے اپنے سیاسی عزائم کو پورا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

آئین و قانون کی بالادستی، جمہوریت کے فروغ اور عدل و انصاف کی حکمرانی پر یقین رکھنے والا ہر پاکستانی یقیناً عدلیہ کی آزادی اور خودمختاری پر یقین رکھتا ہے، ہم بھی بحیثیت پاکستانی عدلیہ کا احترام کرتے ہیں، عدلیہ کی آزادی و خودمختاری پر کامل یقین رکھتے ہیں، ہم عدلیہ کی آزادی اور اداروں کی مضبوطی اور استحکام کی خاطر ہر قربانی دینے کو تیار ہیں لیکن ہم کسی فرد واحد کی نہیں بلکہ عدلیہ کی آزادی اور ادارے کی مضبوطی و استحکام چاہتے ہیں۔ اسلئے کہ افراد تو PCO یعنی Provisional Constitutional Order کے تحت دوبارہ حلف اٹھاتے رہے ہیں جبکہ آئین پاکستان یہ کہتا ہے کہ جب سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ کے جج ایک مرتبہ مملکت کے آئین کے تحت اپنے عہدے کا حلف اٹھالیں تو وہ اس حلف کے پابند ہوتے ہیں اور اگر وہ آئین کے اس حلف پر کوئی دوسرا حلف لیتے ہیں تو یہ سراسر ایک غیر آئینی عمل ہے۔

اس وقت بعض سیاسی و مذہبی جماعتیں اور بعض وکلاء تنظیمیں عدلیہ کی آزادی کے نام پر ملک بھر میں جو کچھ کررہی ہیں وہ عدلیہ کی آزادی اور اداروں کے استحکام کیلئے نہیں بلکہ دراصل ایک فرد کی آڑ میں سیاست چمکانے اور اپنے سیاسی عزائم کی تکمیل کیلئے کررہی ہیں۔ اپوزیشن کی وہ سیاسی و مذہبی جماعتیں جن کے تمام دھرنے اور لانگ مارچ اور ملین مارچ بری طرح ناکام رہے اور جو تمام تر کوششوں کے باوجود حکومت کے خلاف عوام کو سڑکوں پر لانے میں اب تک ناکام رہیں وہ اب صدارتی ریفرنس کے سراسر آئینی معاملے کی آڑ میں اپنا سیاسی کھیل کھیل رہی ہیں، عدالتی معاملات کو سڑکوں پر گھسیٹا جارہا ہے اور عدلیہ کی آزادی کا نعرہ لگا کر اس کی آڑ میں ملک بھر میں جلاؤ گھیراؤ، توڑ پھوڑ اور دیگر احتجاجی کارروائیوں کے ذریعے اپنے مذموم سیاسی عزائم کو پورا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ہمیں اس بات پر بھی شدید افسوس ہے کہ بعض وکلاء تنظیمیں بھی سیاسی و مذہبی جماعتوں کے اس سازشی سیاسی کھیل میں شریک ہوگئی ہیں

پرامن احتجاج کرنا وکلاء سمیت ہر پاکستانی کا حق ہے لیکن عدلیہ کی آزادی کے نام پر آج ملک بھر میں بعض وکلاء تنظیموں اور سیاسی و مذہبی جماعتوں کی جانب سے جس طرح روزانہ بڑھ چڑھ کر احتجاجی مظاہرے کئے جارہے ہیں اس حوالے سے آج پاکستان کے باشعور عوام کے ذہنوں میں بہت سارے سوالات جنم لے رہے ہیں۔ عوام یہ سوال کررہے ہیں کہ پاکستان کی 60 سالہ تاریخ میں ملک میں کئی بار مارشل لاء لگے، سول عدالتوں کو معطل کیا گیا، عدالتیں فوج کے احکامات کے تحت کام کرنے پر مجبور کی گئیں، شہری حقوق سلب کئے گئے اس وقت وکلاء تنظیموں اور انکے ساتھ احتجاج کرنیوالی سیاسی و مذہبی جماعتوں نے عدلیہ کی آزادی کیلئے ایسی کوئی تحریک کیوں نہیں چلائی جس طرح آج چلائی

جارہی ہے؟ جو وکلاء تنظیمیں اور سیاسی و مذہبی جماعتیں چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کے خلاف صدارتی ریفرنس کو بنیاد بنا کر آج عدلیہ کی آزادی کے نام پر ملک بھر میں احتجاج کررہی ہیں ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ جب 2000ء میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سعیدالزماں صدیقی اور سپریم کورٹ اور ملک کی تمام ہائیکورٹس کے معزز جج صاحبان پر PCO کے تحت دوبارہ حلف لینے کیلئے دباؤ ڈالا گیا، چیف جسٹس سعیدالزماں صدیقی کو ان کی رہائش گاہ پر کئی گھنٹوں تک یرغمال بنا کر رکھا گیا، مگر جسٹس سعیدالزماں صدیقی اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان جسٹس ناصراسلم زاہد، جسٹس وجیہہ الدین احمد، جسٹس کمال منصور عالم، جسٹس مامون قاضی اور جسٹس خلیل الرحمان، سندھ ہائیکورٹ کے تین ، پشاور ہائیکورٹ کے چار اور لاہور ہائیکورٹ کے دو ججوں کو پی سی او کے تحت دوبارہ حلف اٹھانے سے انکار کرنے پر ریٹائر کردیا گیا تھا اس وقت ان وکلاء تنظیموں اور سیاسی و مذہبی جماعتوں کو عدلیہ کی آزادی اور تقدس کا خیال کیوں نہیں آیا؟ اس وقت عدلیہ کی علمبردار یہ وکلاء تنظیمیں اور سیاسی و مذہبی جماعتیں کہاں تھیں اور انہوں نے جسٹس سعیدالزماں صدیقی کے ساتھ کئے جانے والے اس توہین آمیز سلوک کے خلاف احتجاج کیوں نہیں کیا؟ آج تو صرف ایک چیف جسٹس کا معاملہ ہے جو سپریم جوڈیشل کونسل میں زیرسماعت ہے لیکن 2000ء میں تو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سمیت سپریم کورٹ اور ہائیکورٹس کے 15 جج صاحبان کو PCO کے تحت حلف نہ اٹھانے پر ریٹائر کردیا گیا تھا اس وقت ان وکلاء تنظیموں اور سیاسی و مذہبی جماعتوں نے استعفے دینے والے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور سپریم کورٹ کے دیگر ججوں کی حمایت میں اسی طرح بھرپور اور مسلسل مظاہرے کیوں نہ کئے؟ کیا جسٹس سعیدالزماں صدیقی، جسٹس ناصراسلم زاہد، جسٹس وجیہہ الدین احمد، جسٹس کمال منصور عالم، جسٹس مامون قاضی اور جسٹس خلیل الرحمان سپریم کورٹ کے معزز جج صاحبان نہ تھے؟ ہم ان وکلاء تنظیموں اور ان کے ساتھ مظاہرے کرنے والی سیاسی و مذہبی جماعتوں سے سوال کرتے ہیں کہ جب نوازشریف نے اپنے دورحکومت میں اس وقت کے چیف جسٹس سپریم کورٹ جسٹس سید سجاد علی شاہ پر دباؤ ڈالا اور جسٹس سجاد علی شاہ نے اس وقت کے چیف آف آرمی اسٹاف جنرل جہانگیر کرامت سے مدد مانگی اور انہوں نے ان کی مدد کرنے سے انکار کیا جسکے بعد مسلم لیگ کے رہنماؤں اور کارکنوں نے سپریم کورٹ پر حملہ کیا اور سپریم کورٹ کے معزز ججوں پر ہاتھ اٹھایا اس وقت وکلاء تنظیموں اور سیاسی و مذہبی جماعتوں نے عدلیہ کی آزادی کیلئے اس طرح ملک گیر احتجاج کیوں نہیں کیا؟ اس وقت وکلاء تنظیموں اور ان سیاسی و مذہبی جماعتوں کو عدلیہ کی حرمت اور تقدس کا خیال کیوں نہ آیا؟ ہم یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ جب نوازشریف کے دورحکومت میں سندھ میں گورنر راج کے نفاذ کے بعد غیر آئینی طور پر فوجی عدالتیں قائم کی گئیں اس وقت ان وکلاء تنظیموں اور سیاسی و مذہبی جماعتوں نے عدلیہ کی آزادی کیلئے کوئی تحریک کیوں نہیں چلائی؟ اس وقت جب اکیلی ایم کیوایم نے ان فوجی عدالتوں کے قیام کے خلاف قانونی جنگ لڑی اس وقت عدلیہ کی آزادی کے یہ سارے علمبردار کہاں سوئے ہوئے تھے اور باہر کیوں نہ نکلے؟ عوام یہ بھی سوال کررہے ہیں کہ جب ایم کیوایم کے خلاف فوجی آپریشن کے دوران سندھ کے شہری علاقوں میں ہزاروں افراد کو ماورائے عدالت قتل کیا جارہا تھا اور حکومت نے عدلیہ کی آزادی سلب کررکھی تھی اور عدلیہ کی کھلی توہین کی جارہی تھی اس وقت ان وکلاء تنظیموں اور سیاسی و مذہبی جماعتوں نے عدلیہ کی آزادی کیلئے اس طرح مظاہرے کیوں نہیں کئے جس طرح آج کئے جارہے ہیں؟ اسی دور میں نہ صرف ایم کیوایم کے وکلاء کو ریاستی مظالم کا نشانہ بنایا گیا بلکہ مظالم کا شکار ہونے والے عوام کو انصاف فراہم کرنے کی کوشش کرنے والے ججوں کو بھی ڈرانے دھمکانے کیلئے کارروائیاں کی گئیں، اس وقت ان وکلاء تنظیموں اور سیاسی و مذہبی جماعتوں نے اسی طرح ملک بھر میں مسلسل احتجاجی مظاہرے کیوں نہ کئے؟ وکلاء تنظیموں اور عدلیہ کی آزادی کے نعرے لگانے والی سیاسی و مذہبی جماعتوں کی یہ دوعملی بہت سے شکوک وشبہات کو جنم دے رہی ہے اور عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ آج عدلیہ کی آزادی کے نام پر سیاسی و مذہبی جماعتیں اور بعض وکلاء تنظیمیں عدالتوں کو بند کرکے اور سڑکوں پر آکر جو کچھ کررہی ہیں اس کا مقصد عدلیہ کی آزادی وخودمختاری نہیں بلکہ ملک کو بحران میں مبتلا کرکے موجودہ حکومت کے خلاف اپنے سیاسی عزائم کی تکمیل کرنا ہے۔

ایک طرف تو سیاسی و مذہبی جماعتیں اور وکلاء تنظیمیں عدلیہ کی آزادی کی بات کررہی ہیں لیکن دوسری طرف سپریم کورٹ کے باہر احتجاجی مظاہرے کرکے سپریم جوڈیشل کونسل پر دباؤ ڈالنے کا عمل کیا جارہا ہے، کیا یہ عمل عدلیہ کی آزادی کی روح کے خلاف نہیں ہے؟ وکلاء اور سیاسی و مذہبی جماعتوں کے کارکنان صدارتی ریفرنس کی ہر سماعت کے موقع پر جس طرح سپریم کورٹ کی عمارت پر دھاوا بول رہے ہیں، جس طرح سپریم کورٹ کے دروازوں اور جنگلے کو توڑ رہے ہیں، کیا یہ عمل سپریم کورٹ کے تقدس اور حرمت کو پامال کرنا نہیں؟ وکیل تو دلائل کا جواب دلائل سے دیتا ہے لیکن بعض وکلاء کی جانب سے سرکاری وکلاء وسیم سجاد، خالد رانجھا ایڈوکیٹ اور دیگر وکلاء پر حملے کرنا اور انہیں زدوکوب کرنا کیا وکلاء کو زیب دیتا ہے؟ کیا احتجاجی مظاہروں کی کوریج کرنے والے صحافیوں، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندوں کو تشدد کا نشانہ بنانا اور ان کے کیمروں کی توڑ پھوڑ کرنا آئینی و قانونی عمل ہے؟ وکلاء تنظیموں کی جانب سے ایک طرف عدلیہ کی آزادی اور جمہوریت کی بات کی جارہی ہے اور دوسری جانب اختلاف رائے رکھنے والے وکلاء کو تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور انتقام کا نشانہ بناتے ہوئے ان کی بار کی رکنیت منسوخ کی جارہی ہے۔ کیا یہ عمل جمہوری اصولوں کے عین مطابق ہے؟ ہمیں یہ کہتے ہوئے بہت افسوس ہے کہ بعض وکلاء تنظیمیں سیاسی و مذہبی جماعتوں کے ساتھ ملکر اپنے احتجاجی مظاہروں کے ذریعے نہ صرف سپریم جوڈیشل کونسل پر دباؤ ڈال رہی ہیں بلکہ احتجاج کی آڑ میں ملک بھر کی عدالتوں کو بار بار بند کرکے عوام کو انصاف کی فراہمی میں رکاوٹیں ڈال رہی ہیں۔ اس طرح عدالتوں میں ہزاروں زیرسماعت غریب قیدیوں اور ان کے اہل خانہ کو ذہنی اور معاشی اذیتیں دی جا رہی ہیں۔ ان غریب قیدیوں کے اہل خانہ غربت کے عالم میں دوردراز علاقوں سے مقدمات کی سماعت کیلئے آتے ہیں مگر وکلاء کی جانب سے احتجاج کے نام پر عدالتوں

کو بند کروا دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے غریب قیدیوں کے غریب اہل خانہ کو مایوس ہو کر واپس جانا پڑتا ہے اور جب وہ اگلی سماعت پر آتے ہیں تو انہیں پھر اسی اذیت ناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح عدالتوں کے بار بار بند ہونے سے عدالتوں سے وابستہ عملہ بھی بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا غریب قیدیوں اور ان کے اہل خانہ اور عدالتوں سے وابستہ عملے کو مزید معاشی و ذہنی اذیتیں دینا عدلیہ کی آزادی ہے؟

ایک بات اور قابل غور ہے کہ حکومت مخالف سیاسی و مذہبی جماعتیں عدلیہ کی آزادی کے نام پر احتجاج کی آڑ میں صوبہ سندھ خاص طور پر سندھ کے دارالحکومت کراچی کو ایک بار پھر اپنا سیاسی اکھاڑہ بنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں تاکہ کراچی کا امن تباہ کیا جائے اور کراچی میں جاری تعمیر و ترقی کے عمل کو متاثر کیا جائے۔ اس سازش میں وہ سیاسی و مذہبی جماعتیں پیش پیش ہیں جنہیں عوام نے بار بار عبرتناک شکست سے دوچار کیا ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ بعض وکلاء تنظیمیں بھی اس سازش کا حصہ بن رہی ہیں جو کہ افسوسناک امر ہے۔

اس وقت ملک چاروں طرف سے شدید خطرات میں گھرا ہوا ہے اور حکومت مخالف سیاسی و مذہبی جماعتیں اس سنگین صورتحال میں ہوشمندی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے جلتی پر مزید تیل ڈال کر پورے ملک میں عدم استحکام پیدا کرنے پر تلی ہوئی ہیں لہٰذا ہم اس پریس کانفرنس کے توسط سے تمام وکلاء تنظیموں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ایک آئینی معاملے کو سیاسی مسئلہ بنانے اور اس کی آڑ میں اپنے سیاسی عزائم کا کھیل کھیلنے والی سیاسی و مذہبی جماعتوں کی سازش کا شکار نہ ہوں کیونکہ ملک ہے تو عدالتیں بھی ہیں لیکن کسی کے سازشی کھیل کا حصہ بنکر ہمارے جذباتی عمل سے اگر ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا تو یہ عمل ملک سے ہمدردی نہیں کہلا سکتا۔ صدارتی ریفرنس سپریم جوڈیشل کونسل میں زیر سماعت ہے، عدلیہ کے تقدس اور احترام کا تقاضہ ہے کہ سپریم جوڈیشل کونسل کو اپنا کام کرنے دیا جائے اور اس کے فیصلے کا انتظار کیا جائے، عدالتی معاملات کو عدالتی طریقے سے حل ہونے دیا جائے اور ملک کو مزید بحران میں مبتلا نہ کیا جائے۔ پرامن احتجاج کرنا وکلاء تنظیموں کا حق ہے لیکن وہ اپنے احتجاج کو قطعی طور پر پرامن رکھیں، کسی بھی قسم کی پرتشدد کارروائی سے گریز کریں اور اس احتجاج اور عدلیہ کی آزادی کے نام پر سیاسی و مذہبی جماعتوں کو اپنے سیاسی عزائم پورا کرنے کا موقع ہرگز فراہم نہ کریں۔ وکلاء پرامن احتجاج ضرور کریں لیکن عدالتوں کی تالہ بندی اور بائیکاٹ کے عمل سے اجتناب کریں اور عدالتی عمل کو بھی چلنے دیں تاکہ جیلوں میں قید ملزمان کو جلد انصاف مل سکے اور دیوانی مقدمات کے فیصلے بھی ہو سکیں۔

ہم اس پریس کانفرنس کے توسط سے ایک بار پھر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم عدلیہ کی آزادی، عزت و وقار اور اس کے تقدس کا مکمل احترام کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ عدلیہ مکمل طور پر آزاد، خود مختار اور باوقار رہیں اور ہم عدلیہ کی آزادی و خود مختاری پر سچائی اور نیک نیتی کے ساتھ یقین رکھنے والوں کے ساتھ ہیں۔ ہم اس پریس کانفرنس کے توسط سے ملک بھر کے عوام سے بھی یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ مفاد پرست سیاسی و مذہبی جماعتوں کی سازشوں کا شکار نہ ہوں اور اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کریں کیونکہ ملک کو اتحاد و یکجہتی کی جتنی ضرورت آج ہے اتنی پہلے کبھی نہ تھی۔

بہت بہت شکریہ

والسلام

لیگل ایڈ کمیٹی

متحدہ قومی موومنٹ